لفظ ابابیل

ایک تحقیقی وتنقیدی جائزہ

ڈاکٹر ابوذر متین

قرآن مجید کی تفسیر وتشریح، زبان و بیان سے متعلق مسائل اور مشکلات کو حل کرنے اور قراءات کے مختلف وجوہ کو سمجھنے نیز کلام اللہ کے حقیقی معانی اور مفاہیم تک رسائی کو آسان بنانے کے مقصد سے ابتدائے اسلام سے دور حاضر تک بے شمار کتابیں لکھی گئیں اور یہ سلسلہ اسی آب وتاب سے ابھی تک جاری ہے۔ قرآن مجید میں مستعمل مشکل اور غریب الفاظ کے تعلق سے جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں ابن قتیبہ (۲۷۶ھ) کی "تفسیر غریب القرآن"، ابن عزیز السجستانی (۳۳۰ھ) کی "نزھۃ القلوب"، ابوعبید احمد بن محمد الہروی (۴۰۱ھ) کی "کتاب الغریبین"، امام راغب اصفہانی (۵۰۲ھ) کی "کتاب المفردات" اور بیسویں صدی کے قرآنیات کے ماہر ہندوستانی عالم علامہ عبدالحمید فراہی (۱۸۶۳-۱۹۳۰ء) کی "مفردات القرآن" خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔ چنانچہ مناسب ہوگا کہ زیر بحث لفظ ابابیل کی توضیح وتشریح کے لئے پہلے ان کی طرف رجوع کیا جائے۔

لفظ ابابیل کے متعلق امام راغب اصفہانی کی تحقیق سے اس بحث کی ابتداء کی جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں وہ لکھتے ہیں:

"وقولہ تعالیٰ: وارسل علیھم طیراً ابابیل، ای متفرقۃ کقطعات ابل "۔ اللہ تعالیٰ کے قول وارسل علیھم طیراً ابابیل کا مطلب ہے ٹکری در ٹکری جیسے اونٹوں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں، اسی طرح ابن قتیبہ

اپنی کتاب "مشکل القرآن وغریبه" اور "تفسیر غریب القرآن" میں فرماتے ہیں: " جماعات متفرقة" [۲] متفرق ٹولیاں۔ اور علامہ عبدالحمید فراہی اپنی کتاب "مفردات القرآن" میں رقم طراز ہیں: "جماعة من الخیل والطیر وغیرها" [۳] گھوڑوں اور چڑیوں وغیرہ کے جھنڈ۔ مزید جاہلی شعراء نے بھی اپنے اشعار میں اس لفظ سے یہی معنی مراد لیا ہے۔

زہیر بن ابی سلمیٰ کہتا ہے:

وبالفوارس من ورقاء قد علموا　　　فرسان صدق علی جرد أبابیل

اور ورقاء کے ایسے شہسواروں کے ساتھ جو اصیل غول در غول گھوڑوں پر سوار تھے اور جن کی شجاعت مسلم تھی۔

اسی طرح اعشیٰ نے کہا:

طریق و جبار رواء اصوله　　　علیه أبابیل من الطیر تنعب

کھجوروں کے چھوٹے اور بڑے درخت جن کی جڑیں سیراب تھیں اور جن پر کوؤں کے غول چیخ رہے تھے۔

اسی معنی کو عامر بن طفیل نے اپنے ایک شعر میں اس طرح ادا کیا ہے:

تری رائدات الخیل حول بیوتنا　　　أبابیل تردی بالعشی وبالبکر

تم فوج در فوج گھوڑوں کے دستوں کو دیکھ رہے ہو جو صبح وشام ہمارے گھروں کے اردگرد دوڑتے رہتے ہیں۔

معبد الخزاعی کا شعر ہے:

کادت تهد من الاصوات راحلتی　　　اذ سالت الأرض بالجرد الابابیل

جب زمین قطار در قطار گھوڑوں سے پٹ گئی تب قریب تھا کہ ان کے شور وشرابے کے خوف سے میری سواری گر جاتی۔

امیّہ بن ابی الصلت اپنے ایک شعر میں کہتا ہے:

حول شیطانهم أبابیل ربیون   شدوا سنوراً مدسوراً

ان کے شیطانوں کے اردگرد راہبوں کی فوج تھی، جنھوں نے نیزے لگے ہوئے زرہیں پہن رکھی تھیں۔

نعمان بن بشیر الانصاری کا ایک شعر ہے:

تری القمر بالقیعان جنن بنانة   أبابیل ینسفن الجمیم وصیّما

تم سرخ اونٹوں کو دیکھو گے جو جماعت در جماعت قیعان کے سرسبز مقام پر آئے اور انھوں نے ساری ہری بھری گھاس چر لی۔

سب سے مشہور جاہلی شاعر امرؤالقیس کا شعر ہے:

تراهم إلى الداعی سراعاً کانهم   ابابیل طیر تحت دجن مخرق [۴]

تم ان کو پکارنے والے کی طرف تیزی سے بھاگتے ہوئے دیکھو گے گویا
کہ وہ برسنے والے سیاہ بادل میں سفر کرنے والے پرندوں کا جھنڈ ہیں۔

جہاں تک قدیم اور مستند لغات کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں خلیل فراہیدی کے قول کو "معجم مقاییس اللغة" کے مؤلف ابوالحسن احمد بن فارس نے کچھ اس طرح نقل کیا ہے۔

"قال الخلیل فی قول الله تعالی: (طیرا ابابیل): أی یتبع بعضها بعضا، واحدها إبّالة و إبّولّ"

اللہ تعالیٰ کے قول 'طیرا ابابیل' کے بارے میں خلیل کا کہنا ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ ایک کے پیچھے دوسرا آئے۔[۵]

لسان العرب میں اس سلسلہ میں یہ تفصیل ملتی ہے:

"وقیل: الأبابیل جماعة فی تفرقة، واحدها اِبّیلٌ و ابّول، وذهب ابوعبیدة الیٰ ان الأبابیل جمع لا واحد له بمنزلِة عبابید وشماطیط وشعالیل، قال الجوهری: وقال بعضهم ابیل، قال: ولم أجد العرب تعرف له واحد، وفی التنزیل

العزيز: وارسل عليهم طيراً ابابيل، وقيل ابالة وأبابيل وإبالة كانها جماعة، وقيل: ابول وابابيل مثل عجول وعجاجيل، قال، ولم يقل احد منهم ابيل على فعيل لواحد ابابيل، وزعم الرواسی ان واحدها إبالة، التهذيب ايضاً: ولو قيل واحد الأبابيل إيبالة كان صوابا كما قالوا دينار و دنانير، وقال الزجاج فی قوله طيراً ابابيل: جماعات من ههنا وجماعات من ههنا، وقيل طيراً ابابيل يتبع بعضها بعضاً ابيلاً ابيلاً ای قطيعاً خلف قطيع: قال الاخفش: يقال جاء ت ابلک اَبابِيل ای فرقاً، وطيراً ابابيل قال وهذا يجئ فی معنی التكثير وهو من الجمع الذی لا واحد له"۔[٦]

''ابابیل کے متعلق خیال ہے کہ اس کے معنی الگ الگ جماعت کے ہیں، جس کی واحد ابیل اور اِبول ہے، ابوعبیدہ کا کہنا ہے کہ ابابیل عبابید، شماطیط اور شعالیل کی طرح ایک ایسی جمع ہے جس کی کوئی واحد نہیں آتی، جوہری کا قول ہے کہ بعض حضرات نے ابیل کی جمع ابابیل بتائی ہے، مگر میں نے عربوں کے یہاں اس کی کوئی مثال نہیں پائی، قرآن کریم میں ہے: وارسل علیهم طیراً ابابیل، بعض لوگوں کے نزدیک ابالة، ابابیل اور ابالة سب گروہ کے معنی میں ہیں اور بعض لوگوں کی رائے ہے کہ اِبّول اور ابابیل بالکل عجّول اور عجاجیل کے مشابہ ہیں۔ امام جوہری کا یہ کہنا ہے کہ ان حضرات میں سے کسی نے بھی ابابیل کی واحد اِبّیل بروزنِ فِعّیل نہیں بتایا ہے اور رواسی کا خیال ہے کہ ابابیل کی واحد ابالة ہے، تہذیب میں بھی ہے: اور اگر ابابیل کی واحد إيبالة ہو تو صحیح ہوگا جیسے دینار کی جمع دنانیر، اور زجاج نے طیراً ابابیل کے متعلق کہا کہ اس سے مراد جماعت در جماعت اور طیراً ابابیل کے

متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ پے در پے، ٹکڑی ٹکڑی، ایک ٹولی کے پیچھے دوسری ٹولی، اخفش کے نزدیک: کہا جاتا ہے تمہارے اونٹ غول در غول آئے یعنی قطار در قطار اور طیرا ابابیل کے معنی زیادتی اور کثرت ہے اور یہ ایک ایسی جمع ہے جس کی کوئی واحد نہیں آتی ہے"۔

صاحب لسان کی فراہم کردہ اس تفصیل کی روشنی میں ابابیل کا معنی ومطلب سمجھنا دشوار نہیں رہا، لسان العرب کے علاوہ جن ائمہ لغت نے اس معنی کی طرف اشارہ کیا ہے ان میں "**الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية**" کے مؤلف اسماعیل بن حماد جوہری (۳۹۳ھ)، "**اقرب الموارد فی فصح العربية والشوارد**" کے مؤلف سعید الخوری (۱۳۳۰ھ)، "**القاموس المحيط**" کے مؤلف علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب الفیر وزآبادی (۸۱۷ھ) اور ان کے علاوہ بہت سے ائمہ لغت نے اس لفظ کو اسی معنی میں بیان کیا ہے، البتہ اس لفظ کے واحد اور جمع ہونے میں اختلاف ہے۔[۷]

کلام عرب اور اصحاب لغت کے بعد اگر عربی اور اردو مفسرین کی تفاسیر کا جائزہ لیا جائے اور دیکھا جائے کہ انھوں نے سورہ الفیل کی آیت "**وارسل عليهم طيراً ابابيل**" کی لغوی تشریح اور اس کی تفسیر کس طرح کی ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ مفسرین نے بھی اس لفظ کے معانی جھنڈ کے جھنڈ، غول در غول، نفری در نفری، قطار در قطار، گلہ در گلہ، یا انہی کے مترادف معنی بیان کرتے ہیں۔ جیسے ابوجعفر محمد بن جریر طبری (۳۱۰ھ) نے اس آیت کی تفسیر یوں بیان کی ہے:

> "**وارسل عليهم ربک طيراً متفرقة، يتبع بعضها بعضاً من نواحي شتى**"[۸]
>
> اور اللہ تعالیٰ نے ان پر (ابرہہ اشرم کے لشکر پر) جھنڈ کی جھنڈ چڑیاں بھیجیں، پے در پے مختلف سمتوں سے

اور ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی (۶۷۱ھ) اپنی تفسیر "**الجامع لأحكام القرآن**" (تفسیر قرطبی) میں اس لفظ پر اس طرح روشنی ڈالتے ہیں:

"قال عكرمة: "ابابيل" اى مجتمعة، وقيل! متتابعة، بعضها في اثر بعض، قاله ابن عباس ومجاهد، وقيل مختلفة متفرقة، تجيئ من كل ناحية، من هاهنا وهاهنا، قاله ابن مسعود وابن زيد والأخفش، قال النحاس: وهذه الاقوال متفقة، وحقيقة المعنى! انها جماعات عظام. يقال فلان يوبل على فلان، اى يعظم عليه ويكثر وهو مشتق من الابل"۔۹

عکرمہ کا قول ہے: ابابیل کے معنی جماعت در جماعت اور بعض نے کہا قطار در قطار، پے در پے۔ یہ قول ابن عباس اور مجاہد کا ہے اور کہا جاتا ہے مختلف گروہ جو چاروں طرف سے آئیں، ادھر سے بھی اور ادھر سے بھی، یہ قول ابن مسعود، ابن زید اور اخفش کا ہے۔ نحاس نے کہا یہ سارے اقوال باہم متفق ہیں اور یہ دراصل بڑی جماعت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے فلان یوبل علی فلان یعنی فلاں شخص فلاں پر بڑھ گیا اور بھاری پڑ گیا اور یہ ابل سے مشتق ہے۔

اسی طرح فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) ائمہ لغت میں سے ابوعبیدہ کا قول یوں نقل کرتے ہیں:

"اما اهل اللغة فقال ابوعبيدة: ابابيل جماعة في تفرقة، يقال: جاء ت الخيل ابابيل ابابيل من ههنا وههنا"۔۱۰

ائمہ لغت میں سے ابوعبیدہ کا کہنا ہے: ابابیل کے معنی متفرق گروہ کے ہیں۔ کہا جاتا ہے ہر سمت سے گھوڑے گروہ در گروہ آئے"۔

اس لفظ کے اس معنی کو بے شمار مفسرین نے بیان کیا ہے، نامناسب نہ ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ مفسرین میں سے کسی نے بھی اس معنی سے ہٹ کر کوئی دوسرا معنی مراد نہیں لیا ہے، یہاں چند مفسرین کی تفاسیر کی طرف صرف اشارہ کر دینا کافی ہے، تاکہ مزید تفصیل کے طالب اس کی طرف رجوع کر سکیں۔۱۱

البتہ چڑیوں کی صفات یعنی ان کی جنس، شکل، حجم پھر پتھروں کی سائز اور ان کی مقدار نیز ان چڑیوں کے طریق عمل کے متعلق روایات میں اختلاف ہے، ان اختلافات کو امام طبری نے اپنی تفسیر میں اس طرح نقل کیا ہے:

"ثم اختلفوا فی صفتها، فقال بعضهم، كانت بيضاء، وقال آخرون: كانت سوداء، وقال الآخرون: كانت خضراء، لها خراطيم كخراطيم الطير، واكفّ كاكفّ الكلاب، كانت طيرا خضرا، خرجت من البحر لها رؤس كرؤس السباع، هي طير سود بحرية، في مناقيرها واظفارها الحجارة، سود بحرية، فی اظافيرها ومناقيرها الحجارة، طير خضرٌ، لها مناقير صفر، تختلف عليهم، طير سود تحمل الحجارة فی اظافيرها ومناقيرها"۔۱۲

پھر ان چڑیوں کی صفات کے بارے میں اختلاف ہے، بعض لوگوں کے مطابق وہ چڑیاں سفید تھیں اور بعض کے نزدیک وہ کالی تھیں، بعض لوگوں کے نزدیک وہ چڑیاں ہرے رنگ کی اور سمندری تھیں اور ان کی چونچیں پرندوں جیسی اور پنجے کتوں جیسے تھے، وہ سبز رنگ کی تھیں، جو سمندر سے آئیں تھیں، جن کے سر شکاری چڑیوں کے مشابہ تھے، یہ چڑیاں کالے رنگ کی تھیں، ان کی چونچوں اور پنجوں میں پتھر تھے، سیاہی مائل تھیں، جن کی چونچوں اور پنجوں میں پتھر تھے، سبز رنگ کی تھیں اور ان کی چونچیں زردگوں تھیں، ان کے رنگ و وصف کے متعلق روایات میں اختلاف ہے۔ یہ چڑیاں اصلاً سیاہ تھیں اور اپنے پنجوں اور چونچوں میں پتھر اٹھائے تھیں۔

اسی کو قرطبی یوں نقل کرتے ہیں:

"قال سعيد بن جبير، كانت طيرا من السماء، لم ير قبلها ولا

بـعـدها مثلها، ورُوِیَ جويبر عن الضحاک عن ابن عباس، قال سـمعت رسول الله ﷺ يقول: انها طير بين السماء والارض تـعشـش وتـفـرّخ، و عـن ابـن عبـاس: كـانـت لهـاخير اطيم كـخـراطيـم الـطيـر، واكفّ كـاكـف الـكـلاب، وقال عكرمة: كـانـت طيـرا خـضـرا، خرجت من البحر لها رؤوس كرؤوس السبـاع، ولم تر قبل ذلک ولا بعده، وقالت عائشةؓ: هى اشبه شيئ بـالـخـطاطيف، وقيل بل كانت اشباه الوطاويط، حمراء وسوداء، وعـن سعيد بن جبير ايضاً: هى طير خضر لها مناقير صـفـر. وقيـل: كـانـت بيضاء، وقال محمد بن كعب، هى طير سـود بـحـرية، فـى مـنـاقيـرهـاو اظفارها الحجارة، وقيل، انها العنقاء المغرب التى تضرب بهاالامثال"۔۱۳؎

سعید بن جبیر نے فرمایا: آسمان سے ایسی چڑیاں نمودار ہوئیں جو اس سے پہلے اور اس کے بعد کبھی نہیں دیکھی گئیں، اور جویبر نے ضحاک سے اورانھوں نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ کا قول ہے: آسمان وزمین کی ایسی چڑیاں تھیں جو گھونسلہ بھی بناتی تھیں اورانڈا بچہ بھی کرتی تھیں اور ابن عباس سے مروی ہے کہ ان کی چونچیں چڑیوں کی چونچوں کی طرح تھیں اور پنجے کتوں کے پنجوں کے مثل تھے اور عکرمہ نے فرمایا: چڑیاں سبز رنگ کی تھیں، سمندر سے آئیں تھیں اوران کے سر شکاری پرندوں کے سروں کی طرح تھے، جو نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھی گئیں اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا: بہت حد تک یہ خطاطیف کے مشابہ تھیں، بلکہ یوں کہا جائے کہ وہ چمگادڑ سے بالکل ملتی جلتی تھیں، سرخ اور کالی تھیں، اورسعید بن جبیر سے ایک دوسری روایت بھی منقول ہے، فرماتے ہیں: یہ

سبز رنگ کی تھیں جن کی چونچیں زرد گوں تھیں، اور کہا جاتا ہے: سفید تھیں، اور محمد بن کعب نے بیان کیا ہے: یہ سمندری کالی چڑیاں تھیں، جن کی چونچوں اور پنجوں میں پتھر تھے، اور کہا جاتا ہے: یہ عنقاء مغرب تھیں، جو عربوں میں ضرب الامثال کے طور پر مستعمل ہیں"۔

اسی طرح امام فخر الدین رازی نے اپنی "تفسیر کبیر" میں اور امام ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (۵۱۰ھ) نے جن کی تفسیر "معالم التنزیل" کے نام سے مشہور ہے اور شیخ ابو علی الفضل بن الحسن الطبرسی (۵۴۸ھ) نے اپنی تفسیر "مجمع البیان فی تفسیر القرآن" اور محمد عزہ دروزہ نے "التفسیر الحدیث" میں اور علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی (۷۴۱ھ) جو خازن کے نام سے مشہور ہیں، اپنی تفسیر "لباب التاویل فی معانی التنزیل" میں اور اردو تفاسیر میں صاحب "معارف القرآن" نے ان اختلافات کے ساتھ روایتوں کو درج کیا ہے۔[۱۴]

جہاں تک روایات میں اختلاف کا سوال ہے اس کو امام رازی نے اس طرح حل کرنے کی کوشش کی ہے: "واقول: انها لما كانت افواجاً فلعل كل فوج منها كان على شكل آخر فكل أحد وصف ما رأى"[۱۵]۔ میرا کہنا ہے: جب یہ چڑیاں جھنڈ در جھنڈ تھیں تو بہت ممکن ہے کہ ہر جھنڈ ایک دوسرے سے شکل وصورت میں مختلف رہی ہوں اور جس نے جیسا ان کو دیکھا اسی طرح بیان کر دیا ہو"۔

اس ضمن میں بعض اردو مفسرین کی تفاسیر سے سورۃ الفیل کی ابتدائی آیات سے آیت کریمہ "وارسل علیهم طیراً ابابیل" تک کا ترجمہ پیش کرنا غالباً نامناسب نہ ہوگا کیوں کہ اس سے بھی قارئین کو ابابیل کے معنی سمجھنے میں آسانی ہوگی، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ "تفہیم القرآن" میں آیات بالا کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: "تم نے دیکھا نہیں کہ تمھارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا اس نے ان کی تدبیر کو اکارت نہیں کر دیا؟ اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیے"۔[۱۶] صاحب "تدبر قرآن" مولانا امین احسن اصلاحیؒ ان آیات کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:

''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمھارے خداوند نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کیا ان کی چال بالکل برباد نہ کردی، اور ان پر جھنڈ کی جھنڈ چڑیاں نہ بھیجیں''۔ ۱۷

مولانا مفتی محمد شفیعؒ اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

''اور بھیجے ان پر اڑتے جانور ٹکڑیاں ٹکڑیاں، پھینکتے تھے ان پر پتھریاں کنکر کی، پھر کر ڈالا ان کو جیسے بھُس کھایا ہوا''۔ ۱۸

مذکورہ بالا تصریحات کی روشنی میں یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ عربی زبان وادب میں لفظ ''ابابیل'' چڑیوں اور جانوروں کے جھنڈ اور غول کے لیے مستعمل ہے۔ ائمہ لغت اور اہل نحو کے درمیان اس لفظ کے واحد ہونے کے بارے میں اختلاف ہے مگر جمع اور معنیٰ بیان کرنے میں سب متفق ہیں۔

اس بحث کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اردو زبان وادب میں اس لفظ کے معنی ومفہوم اور مواقع استعمال پر ایک نظر ڈال لی جائے، اس حیثیت سے جب ہم اردو زبان کی چند مشہور اور قابلِ اعتبار لغات کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تمام کے تمام اردو لغات لفظ ابابیل کو عربی الاصل گردانتے ہوئے اس کو جمع قرار دیتے ہیں۔ بعض اہل لغت اس کو ابّالہ کی جمع قرار دیتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ عربی زبان میں اس کی واحد موجود نہیں ہے، مگر معنی کے بیان کرنے میں سب کے سب متفق ہیں۔ غول در غول، ٹکڑیاں، جتھے، طیور کا گروہ وغیرہ وغیرہ۔ البتہ زبان اردو میں سارے ہی لغات اس لفظ کے ایک معنی اور بھی بیان کرتے ہیں اور وہ ہے ایک خاص قسم کی چھوٹی سی چڑیا، جس کے پر اور چونچ سیاہ اور سینہ سفید ہوتا ہے، جو پرانے گنبدوں، مسجدوں، کھنڈروں اور تاریک عمارتوں میں گارے سے پیالے کی طرح گھونسلہ بنا کر رہتی ہے اور اسے نرم نرم پروں یا روئی سے سجاتی ہے، یہ چڑیاں غول در غول نکلتی ہیں، فضا میں چکر لگاتی ہیں اور اڑتے ہی اڑتے ہوائی کیڑے کھاتی ہیں۔ انھیں پنجابی میں سلارا بعض جگہ کنھیا اور دیودلائی اور فارسی میں پرستو، انگریزی میں HIRUNDO کہتے ہیں، یہ لفظ واحد اور اسم

مونث ہے اس کی جمع (ی ن) (و ن) کے ساتھ آتی ہے، جیسے ابابیلیں، ابابیلوں، لغات ہی کے توسط سے بعض اردو کے مشہور شعراء کے کلام سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

شوق لکھنوی کا شعر:

دروں میں ہر اک جا ہیں جالے لگے　　چھتوں میں ابابیل کے گھونسلے

نعیم کا ایک شعر ہے:

نہ سمجھو دشمن کمزور کو کمزور دنیا میں　　ابابیلیں چڑھی ہیں فوج پر اور فتح پائی ہیں

اور ظفر کہتے ہیں:

اس کی مدد سے فوج ابابیل نے کیا　　لشکر تباہ کعبہ پہ اصحاب فیل کا

اسی طرح انیس کے مرثیے کا ایک شعر ہے:

تھے وقف آشیاں ابابیل سقف و در　　نکلا وہ مر کے قید ہوا اس میں جو بشر

بہارستان میں ایک شعر اس طرح مذکور ہے:

ہم ابابیلوں سے لیکن کس لیے مانگیں مدد　　جب کہ تو خود ہے ہماری فتح و نصرت کی دلیل ۱۹

دونوں زبانوں کے ائمہ لغت اور اہل زبان کے استعمالات سے یہ امر طے پا چکا کہ ابابیل عربی لفظ ہے اور وہیں سے اردو زبان میں وارد ہوا ہے، لیکن دونوں زبانوں میں معنی کے اعتبار سے اس کی حیثیت بالکل جدا ہے۔ جیسا کہ عربی کے بے شمار ایسے الفاظ ہیں جو کسی ظاہری یا لفظی تغیر کے بغیر اردو زبان میں جا کر اپنے عربی معنی سے ہٹ جاتے ہیں یا ہٹا دیے جاتے ہیں۔ ۲۰ البتہ قرآن مجید کی سورہ فیل اور اصحاب فیل کے واقعہ (جب اللہ تعالیٰ نے ابرہہ اشرم کے لشکر جرار پر جھنڈ در جھنڈ چڑیاں بھیجیں جنھوں نے اس کے پورے لاؤ لشکر کو بالکل تہس نہس کر دیا) کے سلسلہ میں اردو کے جو شعراء یا نثر نگار ابابیل سے مراد کوئی مخصوص چڑیا لیتے ہیں تو یہ صحیح نہیں ہے اور اس کی وجہ سے بہت سے لوگ غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ بعض اردو مفسرین کو اپنی تفاسیر میں اس غلطی کی طرف اشارہ کرنا پڑا۔ چنانچہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ لکھتے ہیں: ''اردو زبان میں چونکہ ابابیل ایک خاص قسم کے پرندے کو کہتے ہیں اس لیے ہمارے یہاں لوگ عام طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ

ابرہہ کی فوج پر ابابیلیں بھیجی گئی تھیں، لیکن عربی زبان میں ابابیل کے معنی ہیں بہت سے متفرق گروہ جو پے در پے مختلف سمتوں سے آئیں، خواہ وہ آدمیوں کے ہوں یا جانوروں کے'' ۲۱ اور مفسر قرآن مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں ''ابابیل سے مراد ابابیلیں نہیں ہیں، جیسا کہ عام طور پر لوگوں نے سمجھا ہے، یہ لفظ گھوڑوں کی جماعت اور چڑیوں کے جھنڈ کے لیے آتا ہے، اس کے واحد اور جمع ہونے کے باب میں اختلاف ہے''۔ ۲۲

موقع کی مناسبت سے یہاں اردو زبان کے بعض مصنفین اور اسکالرس بالخصوص جناب ظفر عدیم، عبیدالرحمٰن، اور اظہار اثر کی آراء اور افکار سے تعرض اور ان کا تنقیدی مطالعہ کیا جائے گا۔ اس لئے کہ مذکورہ اشخاص اس لفظ کے معانی پرندہ اور غیر پرندہ کے ثبوت اور عدم ثبوت کے طور پر جو متعدد دلائل اور شواہد پیش کئے ہیں وہ سب کے سب ناقابل فہم اور ناقابل اعتنا ہیں۔ ۲۳

چنانچہ ظفر عدیم اس سلسلہ میں ان خیالات کا اظہار کرتے ہیں:

''ابابیل'' ایک خاص پرندہ کا نام ہے، اس کی شناخت یہ ہے کہ اس کا رنگ کالا، سینہ سفید اور اس کے پنکھ بڑے بڑے ہوتے ہیں اور اس کی دُم دوشاخہ ہوتی ہے، ہمیشہ جھنڈ اور غول میں پرواز کرتی ہے، موسم گرما اس کو بھاتا ہے۔ اس وجہ سے نقل مکانی کی عادی ہوتی ہے، دیگر مائیگریٹ کرنے والے پرندوں کی طرح وہ بھی مائیگریٹ کرتی ہے، ہر سال یہ چڑیاں مائیگریٹ کر کے موسم گرما میں صحرائے عرب میں آتیں اور مہینوں قیام کرتیں، جن سے عرب لوگ بخوبی واقف تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی توجہ غول اور جھنڈ میں مائیگریٹ کر کے آنے والے اس خاص پرندے کی طرف دلائی ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ابابیل کو صرف جھنڈ یا غول قرار دیا ہے۔ حالاں کہ آیت میں اس خاص پرندے کو سامنے رکھ کر ابابیل کا استعمال جھنڈ یا غول میں پرواز کرنے والے کے لیے کیا گیا ہے، اگر کوئی بھی پرندہ ہوتا تو اس کے لیے طائر اور اگر مختلف قسموں کے پرندوں

کے جھنڈ یا غول کا تذکرہ مقصود ہوتا تو طیور یا طائرین کی جمع استعمال کی گئی ہوتیں، اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے طیراً کی اصطلاح خاص طور سے مائیگریٹ کرنے والے پرندوں کے لیے اختراع کی۔''[۲۴]

روایات اور بعض صحابہ کے اقوال کے حوالے سے یہ ذکر کیا جاچکا ہے کہ یہ ایسی چڑیاں تھیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی گئیں، پھر ان چڑیوں کی الگ الگ شکلیں اور رنگ تھے، جیسا کہ امام رازی کے حوالے سے ذکر آچکا ہے چنانچہ جس نے جیسا دیکھا بالکل اسی طرح بیان کردیا۔ اس صورت میں بلا کسی حوالے اور دلیل کے اس طرح کے نتائج اخذ کرنا مناسب نہیں ہیں۔ جہاں تک مائیگریٹ کرنے جھنڈ وغول میں اڑنے کی بات ہے تو یہ خصوصیات اور بھی پرندوں میں پائی جاتی ہیں، جو شکل وصورت میں بھی ابابیل سے ملتے جلتے ہیں، اگر یہ چڑیاں جانی پہچانی تھیں تو پھر اقوال میں اس قدر اختلاف کی کیا وجہ ہے؟ جب کہ یہ ایسا واقعہ بھی تھا جو ہر عام وخاص کی زبان پر تھا، اس صورت میں ان کو یک زبان ہوکر یہی کہنا چاہیے تھا کہ وہ یہی چڑیاں تھیں جن سے وہ بخوبی واقف تھے۔ طائر، طیور اور طائرین کا جہاں تک سوال ہے اس سلسلے میں علامہ فراہی کے علاوہ بہت سے مفسرین لفظ طیر کو رکب وصحب کی طرح اسم جمع بتاتے ہیں، علامہ فراہی کے یہاں طیر اسم صنف ہے، جس کا اطلاق واحد پر بھی ہوتا ہے، علامہ فراہی لکھتے ہیں: ''قرآن میں حضرت عیسیٰؑ کی زبانی منقول ہے: ''انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ'' میں تمھارے لیے چڑیا کی شکل کی ایک صورت بناؤں گا پھر اس میں پھونک ماروں گا اور وہ اللہ کے حکم سے زندہ چڑیا بن جائے گی، (آل عمران: ۴۹) اور جب اس سے مراد جمع ہوگی تو اس کا اطلاق ان گنت چڑیوں پر ہوگا اور بمقابلہ جمع کے کثرت کا مفہوم اس سے زیادہ نمایاں ہوگا، مثلاً ''والطیر محشورۃ'' اور چڑیاں جھنڈ کی جھنڈ۔ ''اولم یروا الی الطیر فوقھم صآفات ویقبضن مایمسکھن إلا الرحمٰن'' وہ اپنے اوپر فضا میں چڑیوں کے جھنڈ نہیں دیکھتے، جو قطار در قطار پروں کو پھیلائے اڑ رہی ہیں، اور کبھی پروں کو سمیٹ لیتی ہیں، وہاں ان کو خدائے رحمٰن ہی تھامے

ہوئے ہے۔" (الملک:۱۹) ۲۵

اس سے تو حقیقت طیر بھی واضح ہوگئی، پھر طائر، طیور اور طائرین کیوں استعمال کیا جاتا، علاوہ ازیں قرآن کی دیگر آیات میں بھی طیر آیا ہے، مگر ان آیات سے بھی یہ نہیں ثابت ہو رہا ہے کہ طیر سے مائیگریٹ کرنے والی چڑیاں مراد ہیں، عربی زبان کے لغات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ:

"عربی لغت کے حوالے سے ابابیل کو صرف جھنڈ یا غول تک محدود کر دینا میرے نزدیک محققانہ کدو کاوش اور مشقت سے بچنے کی ایک تن آسان لیت و لعل ہے کہ بحالت عربی لغت نویسوں نے بھی کی ہو" ۲۶

اگر عربی کے لغات محققانہ کدو کاوش اور مشقت سے بچنے کے لیے لکھے گئے ہوتے تو خود اردو زبان اور اس کے سارے ہی لغات شک کے دائرہ میں آ جائیں گے، کیوں کہ ان دونوں زبانوں کے آپسی رشتے کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں، آپ کے بقول "لغات دانشوروں کی ہی ٹیم تیار کرتی ہے جن سے غلطی ہوسکتی ہے" ۲۷ لیکن اس سلسلے میں لغات کے ساتھ اور بہت سے قرآنی مأخذ کے حوالے سے مذکورہ لفظ کے معانی کو بیان کیا گیا ہے، پھر کیا یہ سارے کے سارے نفوس غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں؟ دوسرے آپ نے سابقہ اوراق میں ابابیل کی اس ضمن میں جو تعریف کی ہے خود لغات اردو اور انگریزی سے کی ہے، سابقہ اوراق میں بھی اردو لغات ہی کے حوالے سے اس کا انگریزی نام HIRUNDO، مذکور ہوا ہے، بلا شبہ ان زبانوں کے لغات بھی دانشوروں ہی کی ٹیم نے تیار کیے ہیں، پھر ان دونوں زبانوں کے لغات پر کیوں یقین اور تکیہ کر لیا جائے؟۔

عبید الرحمٰن کے بقول: "لفظ بیل قدیم عبرانی زبان میں کنکر یا چنا ہوتا ہے، اسی سے ابابیل یعنی کنکریوں کا باپ ہو گیا"۔ ۲۸

یہاں یہ ذکر برمحل ہوگا کہ علامہ سیوطی (۹۱۱ھ) نے اپنی کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" میں ایک باب قرآن مجید میں آئے ہوئے معرب الفاظ کی طرف نشان دہی کے لیے مخصوص کیا ہے، اگر "اتقان" میں اس لفظ کے متعلق کوئی ایسی تحقیق ہوتی تو

علامہ سیوطی ضرور اس کی طرف اشارہ کرتے ،حقیقت یہ ہے کہ یہ لفظ عربی کا ہے اور ابل سے مشتق ہے،عبرانی نہیں ہے۔ ۲۹

دوسرے خالص معرّب الفاظ پر منصور جوالیقی (۵۴۰ھ) کی ایک اہم کتاب ''المعرب من الکلام الاعجمی علی حروف المعجم'' کے نام سے بھی موجود ہے۔جس کی تحقیق وتخریج علیٰحدہ علیٰحدہ طور پر احمد محمد شاکر اور ڈاکٹر عبدالرحیم نے کی ہے، اس کتاب میں بھی اس لفظ کا تذکرہ نہیں ملتا، البتہ لفظ ''الأبیـلُ'' راہب کے معنی میں اور فارسی سے معرّب بتایا گیا ہے۔مگر احمد محمد شاکر کی تحقیق کردہ مذکورہ کتاب پر تقدیم الکتاب کے تحت ڈاکٹر عبدالوہاب عزام نے اس لفظ کو سریانی بتایا ہے، جس کا اصلی معنی غمگین لکھا ہے جو راہب کے لیے بولا جاتا ہے، اسی طرح ڈاکٹر عبدالرحیم کی تحقیق میں بھی حاشیہ کے تحت اس لفظ کو سریانی کہا گیا ہے۔ ۳۰

آخر میں جناب اظہار اثر کی ایک غلط فہمی کی طرف نشان دہی ضروری معلوم ہورہی ہے۔ان کے بقول ''عربی زبان میں 'أبو' کا لفظ باپ کے لیے آتا ہے نہ کہ 'أبا' کا لفظ ، جیسے ابوبکر، ابوطلحہ'' ۳۱

یقیناً عربی زبان میں 'أبٌ' کا لفظ باپ کے لیے آتا ہے لیکن عربی قواعد کے اعتبار سے یہی أبٌ ، 'أبـو ، أبـا ، أبـی' تین طرح سے استعمال ہوتا ہے یا محل استعمال کے اعتبار سے اس کی تین حالتیں ہیں۔عربی زبان کے قواعد کے اعتبار سے چھ اسماء: 'أبٌ ، فمٌ ، ذُو ، اخ ، حمٌ ، ھنٌ 'جن کو نحوی حضرات اسماءِ ستہ مکبّرہ کہتے ہیں یہ جب یائے متکلم کے سوا کسی اور کلمہ کی طرف مضاف ہوں تو ان کا رفع واؤ ماقبل مضموم سے جیسے أبـو ،نصب ''الف'' سے جیسے أبـا ،اور جر ''ی'' ماقبل مکسور سے جیسے أبـی ہوتا ہے، جس کی بالتمثیل وضاحت کچھ یوں ہوگی۔جب لفظ ''أب'' حالت رفعی یعنی Nominative Case یا Indicative Case میں ہو اور یائے متکلم کے علاوہ کسی ضمیر یا اسم ظاہر کی طرف مضاف ہو تو اسے مرفوع کہتے ہیں اور اس کا اعراب ''واؤ'' کے ساتھ آتا ہے، ضمیر کی مثالیں جیسے اس کے والد آئے یا تمھارے والد آئے ، یا اسم ظاہر کی مثال جیسے زید کے والد

آئے، ان جملوں کا علی الترتیب عربی ترجمہ یوں ہوگا، جاء أبوہ، جاء أبوک و جاء ابوزید ۔ان سب جملوں میں لفظ أب فاعل ہے جو مرفوع ہے۔اب اگر یہی لفظ حالت نصبی یا Accusative Case یا Subjective mode میں ہو تو اسے منصوب کہتے ہیں اور اس کا اعراب الف کے ساتھ آتا ہے۔ مذکورہ بالا مثالوں ہی کی طرح اگر یہ کہا جائے کہ میں نے اس کے والد کو دیکھا یا تمھارے والد کو دیکھا یا زید کے والد کو دیکھا تو اس کا عربی میں علی الترتیب ترجمہ یوں ہوگا: رأیت أباہ، رأیت أباک ، رأیت أبا زید۔ ان سب مثالوں میں لفظ "أب" مفعول کی حیثیت سے حالت نصبی میں استعمال ہوا ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے دو باتیں واضح طور پر سامنے آرہی ہیں اول یہ کہ لفظ ابابیل عربی الاصل ہے معرب نہیں ہے۔ یہ ایسی جمع ہے جس کی کوئی واحد نہیں آتی، اس زبان میں اس کے معنی چڑیوں اور جانوروں کے غول، جھنڈ کے جھنڈ ہیں، اس کی تائید عرب کے مشہور جاہلی شعراء کے کلام اور مستند لغات کے علاوہ قرآن مجید میں مستعمل مشکل اور غریب الفاظ کے حوالے سے جو بھی تصانیف موجود ہیں ان سے بھی مکمل طور پر ہو رہی ہے۔ نیز سارے کے سارے مفسرین نے اپنی اپنی تفاسیر میں سورہ فیل کی آیت "وأرسل علیهم طیراً أبابیل" کا ترجمہ اور تفسیر کرنے میں بھی مذکورہ معنی ہی مراد لئے ہیں۔

دوسرے اس ضمن میں اردو زبان و ادب کے مذکورہ اسکالرس اور محققین کی متضاد آراء عدم واقفیت کی دلیل ہیں، کیونکہ لفظ مذکورہ خالص عربی ہے معرب نہیں ہے، عربی زبان ہی سے اردو زبان میں وارد ہوا ہے، زبان اردو میں یہ لفظ ایک مخصوص چڑیا کے لئے مستعمل ہے اس کی تائید مشہور اردو لغات اور شعراء کے کلام سے بھی ہو رہی ہے، گویا دونوں زبانوں میں یہ لفظ بالکل دو الگ الگ معنوں میں مستعمل اور مروج ہے، اس اعتبار سے اب اگر اردو کے ادباء، شعراء یا اسکالرس اپنے ادبی فن پاروں میں تلمیحاً استعارتاً یا کنایتاً سورہ فیل کی آیت بالا کے ضمن میں اس لفظ سے کوئی مخصوص چڑیا مراد لیتے ہیں تو یقیناً یہ صحیح نہیں ہے۔

حواشی ومراجع

۱ المفردات فی غریب القرآن، العلامہ الحسین بن محمد بن المفضل الملقب بالراغب الاصفہانی، آرام باغ، کراچی، ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء، ص۶

۲ مشکل القرآن وغریبہ، لابن قتیبۃ، الخانجی ومکتبہا، طبع اول، ۱۳۵۵ھ، ج۱، ص۲۱۷، نیز تفسیر غریب القرآن، ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ، تحقیق السید احمد صقر، دار احیاء الکتب العربیۃ، ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۸ء، ص۵۳۹

۳ مفردات القرآن، تالیف عبدالحمید الفراہی، تحقیق وشرح، ڈاکٹر محمد اجمل ایوب اصلاحی، دارالغرب الاسلامی، طبع اول، ۲۰۰۲ء، ص۱۳۶

۴ (۱) یہ تمام کے تمام اشعار مذکورہ شعراء کے دواوین کے علاوہ علامہ فراہی کی مفردات القرآن ص ۱۳۷-۱۳۸ پر موجود ہیں، جن اشعار سے علامہ فراہی نے استدلال کیا ہے اور ابابیل کو جھنڈ اور غول کے معنی میں ثابت کیا ہے۔ (۲) اسی طرح بعض اشعار مجمع البیان فی تفسیر القرآن، ابوعلی الفضل بن الحسن الطبری کی تفسیر جو دارالکتاب اللبنانی، طبع دوم، ۱۳۷۵ھ- ۱۹۵۶ء، سے شائع ہوئی ہے، ج ۳، ص۱۹۵ پر موجود ہیں۔ (۳) اسی طرح ''التفسیر الکبیر'' جو ''البحر المحیط'' کے نام سے مشہور ہے، جس کے مؤلف ابوحیان الاندلسی کے نام سے معروف ہیں۔ دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان، طبع دوم، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء، ج۸، ص۵۱۱ پر مذکور ہیں اور ابابیل پر استدلال کیے گئے ہیں۔ (۴) اور تفسیر فتح القدیر، محمد بن علی بن محمد الشوکانی، مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ مصر، طبع دوم، ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۴ء، ج۵، ص۴۹۶ پر مذکور ہیں۔ (۵) ان کے علاوہ سیرۃ النبی، لأبی محمد عبدالملک بن ہشام، تحقیق وتخریج المرحوم الشیخ محمد محی الدین عبدالحمید، دارالفکر، (تاریخ طباعت عدم مذکور)، ج۳، ص۵۴ و ۶۵ پر بھی موجود ہیں۔

۵ معجم مقاییس اللغۃ، ابوالحسین احمد بن فارس بن زکریا، تحقیق عبدالسلام محمد ہارون، دار احیاء الکتب العربیۃ، القاہرۃ، طبع اول، ۱۳۶۶ھ، ج۱، ص۴۲

۶ لسان العرب، لابن منظور جمال الدین محمد بن مکرم الانصاری، الدار المصریۃ للتالیف والترجمۃ، ج۱۳ (ابل)

۷ تفصیل کے لیے رجوع کیجیے (۱) الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، اسماعیل بن حماد الجوہری، تحقیق، احمد عبدالغفور عطار، دارالکتاب العربی بمصر، (تاریخ طباعت عدم مذکور)، ج۴، (ابل) (۲) اقرب الموارد فی فصح العربیۃ والشوارد، سعید الخوری الشرتونی اللبنانی، بیروت ۱۸۸۹ء، (ابل) (۳) القاموس المحیط، مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروز آبادی، طبع دوم، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۹۷ء (ابل)؛ (۴) تاج العروس، السید محمد مرتضی الزبیدی، دار صادر بیروت، ۱۹۶۶ء، ج۷، ص۱۹۹، (ابل)؛ (۵) معجم متن اللغۃ، احمد رضا، دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت، ۱۹۵۸ء، ج۱، ص۱۳۸، (ابل)، (۶) المنجد عربی، تاریخ طباعت عدم مذکور، (ابل) (۷) المعجم الوسیط، کتب خانہ حسینیہ، دیوبند، یوپی، (ابل)

۸ تفصیل کے طالب دیکھیں، جامع البیان عن تاویل آی القرآن (تفسیر الطبری)، ابی جعفر محمد بن جریر الطبری، تخریج وتعلیق، محمود شاکر، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، طبع اول، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء، ج۱۹، ص۳۶۰

۹ الجامع لاحکام القرآن (تفسیر القرطبی)، لأبی عبداللہ محمد بن احمد الأنصاری، القرطبی، تحقیق، عبدالرزاق المہدوی، دار الکتاب العربی، بیروت، طبع سوم، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء، ج۱۹، ص۱۸۲

۱۰ التفسیر الکبیر، للامام الفخر الرازی، تحقیق داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، طبع دوم، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء، ص۲۹۱

۱۱ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: فی ظلال القرآن، سید قطب، دار احیاء الکتب العربیۃ، طبع اول، (سن طباعت عدم مذکور)، ج۳۰، ص۲۵۱؛ مجمع البیان فی تفسیر القرآن، (حوالہ سابق)، ص۱۹۵؛ نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور، برہان الدین ابی الحسن ابراہیم بن عمر البقاعی، مطبع دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، طبع اول، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء، ج۲۲، ص۲۵۶-۲۵۷؛ الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التأویل، ابی القاسم محمود بن عمر الزمخشری الخوارزمی، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، طبع اول، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء، ج۴، ص۸۰۵؛ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ابوالفضل شہاب الدین السید محمود الآلوسی البغدادی، مطبع المنیریہ مصر، ج۲۷،

ص۲۳۶-۲۳۷؛ التفسیر الحدیث، محمد عزّة دروزة، دار احیاء الکتب العربیة، ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۲ء، جلد ا، ص۱۹۴؛ تفسیر الخازن، علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی، جو 'الخازن' کے نام سے معروف ہیں۔ تحقیق وشرح عبدالسلام محمد بن علی شاہین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طبع اول، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء، ج۴، ص۴۷۳؛ تفسیر المراغی، احمد مصطفیٰ المراغی، مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی بمصر، طبع اول، ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء، ص۲۴۱-۲۴۴؛ فتح القدیر (حوالہ سابق)، ص۴۹۵؛ تفسیر السمر قندی المسمیٰ بحرالعلوم لابی اللیث نصر بن محمد بن احمد بن إبراہیم السمر قندی، تحقیق و تعلیق، الشیخ علی محمد معوض، الشیخ عادل احمد عبدالموجود، ڈاکٹر زکریا عبدالمجید النوتی، دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان، طبع اول، ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۳ء، ج۳، ص۵۱۴-۵۱۵؛ تفسیر ابن کثیر، عمادالدین ابی الفداء اسماعیل بن کثیر القرشی الدمشقی، مطبع البابی الحلبی، ج۴، ص۵۵۱-۵۵۲؛ التفسیر الکبیر، (محولہ بالا)، ص۵۱۱؛ تفسیر البغوی المسمیٰ معالم التنزیل، للامام ابی محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی، الشافعی، الدار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طبع اول، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء، ج۴، ص۴۹۷؛ تفسیر الثعالبی، المسمیٰ بالجواہر الحسان فی تفسیر القرآن، للامام عبدالرحمٰن بن محمد بن مخلوف اَبی زید الثعالبی المالکی، تحقیق وتعلیق: علی محمد معوض، عادل احمد عبدالموجود، ڈاکٹر عبدالفتاح ابوسنہ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، طبع اول، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، ج۵، ص۶۲۷

۱۲۔ تفسیر الطبری، محولہ بالا، ص۲۶۱-۲۶۲

۱۳۔ تفسیر القرطبی، محولہ بالا، ص۱۸۴

۱۴۔ التفسیر الکبیر، محولہ بالا، ص۲۹۲؛ المعالم التنزیل، محولہ بالا، ص۴۹۷؛ مجمع البیان فی تفسیر القرآن، محولہ بالا، ص۱۹۵؛ التفسیر الحدیث، محولہ بالا، ص۱۹۵-۱۹۶؛ تفسیر الخازن، محولہ بالا، ص۴۷۳؛ معارف القرآن، مفتی محمد شفیع، مکتبہ مصطفائیہ، دیوبند، یوپی، (تاریخ طباعت عدم مذکور)، جلد ۸، ص۸۲۱۔ ان کے علاوہ تفسیر فتح القدیر، محولہ بالا، ص۴۹۶؛ تفسیر السمر قندی، محولہ بالا، ص۵۱۵؛ تفسیر ابن کثیر، محولہ بالا، ص۵۵۱-۵۵۲؛ البحر المحیط، محولہ بالا، ص۵۱۱، وغیرہ نے بھی اختلاف کے ساتھ روایتیں درج کیں ہیں۔

۱۵۔ التفسیر الکبیر، محولہ بالا، ص۲۹۲

۱۶؎ تفہیم القرآن، سید ابوالاعلیٰ مودودی، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، طبع پنجم ،۲۰۰۲ء، ج۶ ص ۴۷۰

۱۷؎ تدبر قرآن، امین احسن اصلاحی، تاج پرنٹرس، نجف گڑھ، نئی دہلی، باراول، ۱۹۸۹ء، ج۹، ص ۵۵۷

۱۸؎ معارف القرآن، محولہ بالا، ص ۸۱۶۔ ان حضرات کے علاوہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی تفسیر 'بیان القرآن'، تاج پبلشرز، دہلی، ج ۷-۱۲، ص ۱۱۸ پر غول کے معنی مراد لیے ہیں، اسی معنی میں ترجمہ کیا ہے، اسی طرح مولانا عبدالماجد دریابادی کی تفسیر ماجدی، مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹیڈ ،قرآن منزل لاہور، (تاریخ طباعت عدم مذکور)، ص ۱۲۱ کو دیکھا جاسکتا ہے۔ اسی طرح کا ترجمہ امام احمد رضا خاں، فاضل بریلوی نے بھی کیا ہے، لکھتے ہیں: ''اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں بھیجیں، مگر جب مفتی احمد یار خاں صاحب آیت کی تفسیر بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں'' ابرہہ اور اس کے لشکر اور ان کے ہاتھیوں کا جو یمن کے دارالخلافہ صنعاء سے کعبہ ڈھانے مکہ معظمہ آئے تھے اور کعبہ معظمہ سے تین میل کے فاصلے پر وادی محسر میں اترا، جہاں ابابیل کے کنکروں سے ہلاک ہوا''، اور آخر میں تفسیر روح البیان اور عزیزی کے حوالہ سے لکھتے ہیں: جدہ کی طرف سے سبز رنگ کی چھوٹی چڑیاں نمودار ہوئیں، ہر ایک کے پاس مسور کے برابر تین پتھر تھے، ایک چونچ میں ایک ایک پنجوں میں، ان پر یہ پتھر برسے، جن سے یہ سب ہلاک ہوئے''۔ میری دانست میں مفتی صاحب کو یہاں سہو ہوگیا ہے کیوں کہ اعلیٰ حضرت ترجمہ میں ٹکڑیوں کا لفظ استعمال کررہے ہیں، اور خود مفتی صاحب آگے روح البیان اور عزیزی کے حوالہ سے بھی سبز رنگ کی چڑیوں کا تذکرہ کررہے ہیں، مگر تفسیر بیان کرتے وقت ابابیل کے کنکریوں کا تذکرہ کررہے ہیں، شاید ابابیل ہم اردو داں کے لیے اس قدر عام ہوگئی ہے کہ اس سے بچنا لامحال ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے: کنز الایمان، ترجمہ: امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی، تفسیر نور العرفان، یعنی مختصر تفسیر نعیمی، مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی، ادارہ استقامت ۲۴/ ۴۸۸ ریل بازار، کانپور، یوپی، (تاریخ طباعت عدم مذکور)، تفسیر سورۃ الفیل، ص ۹۶۱ اور ۹۸۴۔ دوسری بات یہ ہے کہ تفسیر خزائن العرفان کے مصنف مولانا نعیم الدین مرادآبادی نے بھی مفتی احمد یار خاں کی طرح کوئی ایسی بات نہیں لکھی ہے کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ ابابیل کے کنکروں سے لشکر تباہ ہوا، ملاحظہ فرمائیں، تفسیر خزائن العرفان کی سورۃ الفیل کا ترجمہ اور اس کی تفسیر۔

۱۹ لغات اردو میں ابابیل کی تعریف اور اس سے متعلقہ اشعار کے لیے ملاحظہ فرمائیں: فرہنگ آصفیہ، مولوی سید احمد دہلوی، نیشنل اکادمی، دریا گنج، جلد اول، ص۸۲؛ جامع فیروز اللغات اردو، فیروز الدین، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۰۳ء، ص۵۰؛ نور اللغات، مولوی نور الحسن نیر کاکوری، جنرل پبلشنگ ہاؤس، کراچی، جولائی ۱۹۵۷ء، جلد اول، ص۲۲۴؛ مہذب اللغات، مہذب لکھنوی، سرفراز قومی پریس لکھنؤ، جلد اول، الف مقصورہ و ممدودہ، ص۲۲؛ لغات کشوری، مولوی سید تصدیق حسین رضوی، نولکشور پریس، لکھنؤ، ۱۹۷۲ء، ص۹؛ اردو لغت، (تاریخی اصول پر)، ترقی اردو بورڈ کراچی، ۱۹۷۷ء، جلد اول، الف مقصورہ، ص۸

۲۰ اس تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی کا مقالہ برائے پی ایچ ڈی، اردو زبان و ادب میں عربی زبان کے اثرات، شعبۂ عربی، اے ایم یو، علی گڑھ، ص۲۶۳

۲۱ تفہیم القرآن، محولہ بالا، ص۴۷۱

۲۲ تدبر قرآن، محولہ بالا، ص۵۶۱، نیز معارف القرآن، محولہ بالا، ص۸۲۱

۲۳ ظفر عدیم، اظہار اثر اور عبید الرحمٰن کے اقوال و اشکالات کے لیے دیکھیے، اظہار اثر کا مضمون ''ایک لفظ ابابیل کی کہانی'' ماہنامہ سبق اردو، بھدوہی، یوپی، دسمبر ۲۰۰۴ء، ج۱/۶، ص۱۴

۲۴ ماہنامہ سبق اردو حوالہ مذکور۔

۲۵ تفسیر نظام القرآن، حمید الدین فراہی، ترجمہ امین احسن اصلاحی، دائرہ حمیدیہ، مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر اعظم گڑھ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء، ص۳۶۷

۲۶ ماہنامہ سبق اردو، حوالہ مذکورہ

۲۷ ایضاً

۲۸ ایضاً

۲۹ الاتقان فی علوم القرآن (اردو)، جلال الدین سیوطی، مترجم: محمد حلیم انصاری

۳۰ (۱) المعرب من الکلام الاعجمی علی حروف المعجم، لابی منصور الجوالیقی موھوب بن احمد بن محمد بن الخضر، تحقیق الدکتور عبدالرحیم، دار القلم دمشق، طبع اول، ۱۴۱۰ھ، ص۱۳۷ (۲) تحقیق احمد محمد شاکر، طہران، ۱۹۶۶ء، ص۳۰، (تقدیم الکتاب)، ص۵

۳۱ ماہنامہ سبق اردو، حوالہ مذکورہ